قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

الفضل

فہرست مضامین

ایڈیٹر :- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۳۶ | مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۲ء | یوم دو شنبہ | مطابق ۱۵ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طبیعت اچھی ہے ٹانگ کے درد کی شدت کم ہونے کے بعد کچھ نہ کچھ درد رہتا ہے۔ گو کل سے سیر کو جانا شروع کر دیا ہے۔ الحمد للہ چلنے پھرنے سے درد میں زیادتی نہیں ہوئی۔ امید کہ تمام کمزوری رفع ہونے کے ساتھ یہ درد بھی رفع ہو جائیگا۔

امرتسر میں جو اصحاب مباحثہ کے لئے گئے تھے۔ واپس آ گئے ہیں۔ تین دن زبردست مباحثات ہوئے جن میں خدا کے فضل سے احمدیوں کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ اور مسلمان پبلک نے بھی بہت دلچسپی لی +

رپورٹ صیغہ لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۲۵ اکتوبر لغایت ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

آمد مہمانان

اس ہفتہ میں مندرجہ ذیل نئے مہمان تشریف لائے (۱) عطاء اللہ صاحب بی اے امرتسر (۲) حکیم عطار محمد صاحب سرگودہا (۳) محمد شریف صاحب معہ دو مستورات دہرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور (۴) میاں اللہ دتا صاحب سیکھواں ضلع گورداسپور (۵) حافظ امام الدین صاحب قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ (۶) شہاب الدین صاحب طغل والا ضلع گورداسپور (۷) اسمٰعیل صاحب (۸) پیرے شاہ صاحب۔ بگول ضلع گورداسپور (۹) عبدالواحد صاحب امرتسر (۱۰) محمد دین صاحب پیرو شاہ ضلع گورداسپور (۱۱) احمد علی صاحب (۱۲) غلام محمد صاحب (۱۳) الٰہی بخش صاحب (۱۴) بوٹا صاحب (۱۵) سلطان علی صاحب پھیرو چیچی ضلع گورداسپور (۱۶) محمد افضل صاحب کڑیانوالہ ضلع گوجرات (۱۷) محمد صدیق صاحب (۱۸) مولا بخش صاحب (۱۹) عبدالحکیم صاحب بنور ضلع بجنور (۲۰) غلام حیدر صاحب (۲۱) شاہ دین صاحب سوکلاں ضلع گورداسپور (۲۲) اللہ دتا صاحب کھشو پور ضلع گورداسپور (۲۳) عبدالعزیز صاحب کاہنووان ضلع گورداسپور (۲۴) سلطان بخش صاحب ڈلہ ضلع گورداسپور (۲۵) اللہ داد صاحب (۲۶) سید علی شاہ صاحب (۲۷) میاں کاکا صاحب (۲۸) روشن دین صاحب (۲۹) غلام قادر صاحب سٹھیالی ضلع گورداسپور (۳۰) محمد حنیف صاحب سانیاں ضلع گورداسپور (۳۱) عبداللہ صاحب دہبولی ضلع ہوشیارپور (۳۲) میر غلام رسول صاحب کوٹ درول ضلع سکھر (۳۳) ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر گوجرہ۔ ضلع لائل پور (۳۴) ملک فضل حسین صاحب گجرات

(۳۵) پیرو ملازم ملک صاحب موصوف (۳۶) میاں لبنا نارا گڑھ ضلع گورداسپور (۳۷) فیض الحق صاحب فیض اللہ چک ضلع گورداسپور (۳۸) میاں معراج صاحب امرتسر (۳۹) غلام موسیٰ صاحب عالم پور کوٹلہ ضلع ہوشیارپور (۴۰) عالم خان صاحب افغان خوست مو ضلع کورم (۴۱) عمرالدین صاحب ہرم کوٹ ضلع گورداسپور (۴۲) مرزا احمد بیگ صاحب پٹی ضلع لاہور (۴۳) عظیم اللہ صاحب فیض اللہ چک ضلع گورداسپور (۴۴) حکم دین صاحب سانگلپور متصل بٹالہ (۴۵) دین محمد صاحب ہرسیاں ضلع گورداسپور (۴۶) سردار محمد صاحب بسراؤں ضلع گورداسپور (۴۷) غلام الدین صاحب نتھو خیرا ضلع گورداسپور (۴۸) ذاب الدین صاحب ہرم کوٹ ضلع گورداسپور (۴۹) ابراہیم صاحب کرٹی ضلع گورداسپور (۵۰) ذاب الدین صاحب بھیل چک (گورداسپور) (۵۱) احمد الدین صاحب دلوناضلع گجرات (۵۲) محمد الدین صاحب بسی ضلع جالندھر ⁂

خرچ اجناس

آرد گندم ۱۶ من ۱۱ ثار - دال نخود ۱۲ ثار - دال ماش ۳۴ ثار ۹ چھٹانک - روغن زرد ۷ ثار ۳ چھٹانک اور چاول خورد ۵۳ ثار - چاول باستی ۱ ثار اور کھانڈ ۳ ثار ۲ چھٹانک اور دال مونگ ۷ ثار ۵ چھٹانک - ان مذکورہ بالا اجناس کے علاوہ دودھ - گوشت - ایندھن مصالحہ جات مٹی کے تیل سٹیشنری وغیرہ پر جو رقم اس ہفتہ میں خرچ ہوئی ہے - وہ ۵ ۱۲۸ ہے ⁂

لنگرخانہ سے کھانا کھانیوالوں کی تعداد

اس ہفتہ کے چودہ وقتوں میں نئے اور پُرانے مہمان ملاکر کل کھانا کھانیوالوں کی تعداد دو ہزار چار سو اڑتالیس ہے

ضروریات لنگرخانہ و مہمان خانہ۔

پچھلی رپورٹ میں جن احباب کی امداد کا ذکر کیا گیا تھا - ان کے بعد اور کسی دوست نے اس ہفتہ اطلاع نہیں دی - امید ہے کہ احباب جلد توجہ فرمائینگے۔ والسلام

سید محمد اسحٰق - افسر لنگرخانہ - قادیان

اطلاع

ماہ اگست ۱۹۲۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا جو درس ہوا اس کے ایک حصہ کو مرتب کرنے کے لئے میں چند دن تک اخبار کا کام نہیں کر سکوں گا - ایڈیٹر

رپورٹ صیغہ محاسب و بیت المال

(۲۶ - اکتوبر تا یکم نومبر ۱۹۲۲ء)

زیر رپورٹ ہفتہ کی آمد ۴ - ۱ - ۲۲۸۷ روپیہ ہے جسمیں ۱۵ / - ۵۹۳ چندہ خاص ہے - تین سو روپیہ بذریعہ بیمہ کوئٹہ سے آیا - مگر بوجہ تفصیل نہ ہونے کے حساب میں داخل نہیں ہوسکا - احباب کوئٹہ تفصیل بھیجدیں - اور ہر ایک صاحب اس امر کا التزام کریں کہ کوپن پر یا بیمہ میں تفصیل دیا کریں۔

جلسہ سالانہ کا روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام آنا ضروری ہے - مکرم جناب میر محمد اسحٰق صاحب افسر جلسہ سالانہ کو احباب براہ راست نہ تکلیف دیا کریں - کیونکہ ان کو پھر رقم داخل کرنا پڑتی ہے - اور اس طرح سے ان کے ضروری کاموں میں روک پڑتی ہے - اسوقت تک اخراجات جلسہ کے لئے صرف ۵ / لالعہ وصول ہوئے ہیں - وقت چونکہ بہت کم ہے - اس لئے احباب کو جلد توجہ کرنی چاہیئے۔

محاسب صدر انجمن و بیت المال - قادیان

تعلیمی سکرٹری

مندرجہ ذیل احباب کو سکرٹری تعلیم و تربیت مقرر کیا گیا ہے - جس جس جگہ ابھی تک اس صیغہ کا سکرٹری مقرر نہیں ہوا - وہاں کی جماعت کو اس طرف بہت جلد توجہ کرنی چاہیئے۔

(۱) حاجی گلزار محمد صاحب - بٹالہ ضلع گورداسپور - (۲) مستری عبدالرحمٰن صاحب بھیرہ - ضلع شاہ پور (۳) شیخ مبارک اسمٰعیل صاحب ڈیرہ غازیخان (۴) شیخ عبدالرحمٰن صاحب نوشہرہ ضلع پشاور (۵) صوفی علی محمد صاحب فیروزپور (۶) بابو عبدالعزیز صاحب نوشہرہ ضلع سیالکوٹ (۷) مولوی الف دین صاحب چونڈہ (۸) مولوی غلام رسول صاحب چانگریاں (۹) خلیفہ عبدالعظیم صاحب سلانوالی کے (۱۰) چودھری غلام حسین صاحب قادرآباد (۱۱) چودھری قائم الدین صاحب ظفروال - ضلع سیالکوٹ (۱۲) مولوی محمد نذیر صاحب لائلپور (۱۳) مولوی غلام نبی صاحب گوجرات (۱۴) چودھری سلطان احمد صاحب کھاریاں - ضلع گجرات (۱۵) منشی محمد صدیق صاحب میرٹھ (۱۶) عبداللہ خان صاحب انبالہ شہر (۱۷) مولوی حیدر علی صاحب - برہمن بڑیہ (۱۸) شیخ محمد سلطان صاحب لودھراں ضلع ملتان (۱۹) چودھری غلام حسن صاحب چک نمبر ۹۹ - ضلع سرگودھا (۲۰) مولوی ابراہیم صاحب چک نمبر ۹ ضلع منٹگمری (۲۱) مولوی محمد حسین صاحب سامانہ ریاست پٹیالہ (۲۲) امام الدین صاحب مونگ ضلع گوجرات (۲۳) مستری اللہ بخش صاحب - امرتسر (۲۴) رجب علی صاحب - سنور ریاست پٹیالہ (۲۵) شیخ مشتاق حسین صاحب - گوجرانوالہ (۲۶) چودھری محمد شریف صاحب فیروز والہ - ضلع گوجرانوالہ (۲۷) مولوی محمد دین صاحب تہال ضلع گوجرات (۲۸) سید نصیب الحسن صاحب لنڈپور (۲۹) چودھری رحمت خان صاحب - دہیرکے کلاں (۳۰) سید امیر حسین شاہ صاحب لدرنگ ضلع گوجرات (۳۱) مولوی برکت علی صاحب لدھیانہ (۳۲) محمد گلاب خان صاحب - کوہاٹ (۳۳) شیخ شمس الدین صاحب آگرہ (۳۴) حافظ مشتاق احمد صاحب کپل پور (۳۵) قریشی محمد حسین صاحب لاہور (۳۶) فضل الدین احمد صاحب مردان ضلع پشاور ⁂

رحیم بخش - ناظر تعلیم و تربیت - قادیان ⁂

افریقہ کا قصد فرمادیں

سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ افریقہ اطلاع دیتے ہیں - کہ آج کل افریقہ میں بہت بے روزگاری ہے - جو لوگ یہاں پہلے آئے ہوئے ہیں - وہ بھی واپس آرہے ہیں - اس لئے آئندہ بغیر معقول انتظام ملازمت کے احباب روزگار کی اُمید پر افریقہ روانہ نہ ہوں -

عبد المغنی - قائم مقام ناظر امور عامہ قادیان

ایک مدرس کی ضرورت

مدرسہ احمدیہ بنگہ ضلع جالندھر کے اُستاد بدرالدین صاحب فوت ہوگئے ہیں - اگر کوئی صاحب نارمل پاس جو علاوہ مدرسہ کے کام کے جو پرائمری تک ہے - تبلیغ کا کام بھی کرسکے - تو اطلاع دے تاکہ اس کو وہاں بھجوادیا جاوے - تنخواہ کا تعین لیاقت پر کیا جاویگا ⁂

فتح محمد سیال - ناظر تعلیم و تربیت - قادیان

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دارالامان - مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۲ء

خلیفہ ترکی سے دُنیوی اقتدار علیحدہ کرنیکی تجویز اور مُسلمانان ہندوستان کا غم و غصہ

لنڈن سے ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء کا تار مظہر ہے کہ قسطنطنیہ سے "ٹائمز" کے نامہ نگار نے جنرل رفعت پاشا کے متعلق جو تھریس کے گورنر مقرر کئے گئے ہیں۔ لکھا ہے کہ انہوں نے قسطنطنیہ یونیورسٹی کے طلباء کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"ترکی کی داخلہ یعنی اندرونی پالیسی عوام کی حکومت پر مبنی ہوگی۔ مجھے خلافت کے قیام کے متعلق کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن خلیفہ کو تمام بنیادی اختیارات سے محروم کر دینا چاہیئے۔ رُوحانی اور دنیاوی طاقت کا اجتماع جسے ترکوں کے اوّل سلطان خلیفہ سلیم نے قائم کیا تھا۔ بہت بڑی سیاسی غلطی تھی۔ اب اسے ترک کر دینا چاہیئے"۔

اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ ترکان احرار آئندہ اپنا بادشاہ کسی اور کو منتخب کرنا چاہتے ہیں۔ اور خلیفہ کسی اور کو۔

مرکزی خلافت کمیٹی کے صدر کی طرف سے مذکورہ بالا خبر کے متعلق احتجاجی تار بھیجا گیا ہے۔ اور مسلمان اخبارات اسپر مختلف پیراؤں میں غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کی آراء معہ اپنے ریمارکس کے درج کرتے ہیں۔

اخبار "وکیل" (۳۰ اکتوبر) اسے سخت غلطی قرار دیتا ہوا لکھتا ہے:۔

"حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف رُوحانی حیثیت سے بلکہ دنیوی حیثیت سے بھی مسلمانوں کے بادشاہ تھے۔ ان کے خلفاء میں بھی لازمی طور پر دونو وصف موجود ہونے چاہئیں۔ دنیوی طاقت کے بغیر خلافت کوئی معنی نہیں رکھتی"۔

دنیوی طاقت کے بغیر خلافت کوئی معنی رکھے یا نہ رکھے لیکن مسلمانان ہند تو پہلے بھی دنیوی حیثیت سے سلطان ٹرکی کو اپنا بادشاہ نہیں سمجھتے۔ بلکہ صرف رُوحانی حیثیت سے تعلق بتاتے ہیں۔ پھر اگر ترکان احرار کہ صرف انہی کے ساتھ "خلیفۃ المسلمین" کا دنیوی اقتدار وابستہ ہے۔ اپنے خلیفہ کی دنیوی حیثیت قائم نہ رہنے دیں۔ اور روحانی حیثیت برقرار رکھیں۔ تو اس کے متعلق ہندوستان کے مسلمانوں کو کیا شکایت ہو سکتی ہے۔

"زمیندار" (۳۰ اکتوبر) لکھتا ہے:۔

"اگر واقعی غازی رافت پاشا نے ایسا فرمایا یا ان کی یہ رائے ہے۔ تو ہم بلا تامل یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال و عقائد کا انحصار خدا اور رسول کے احکام و اوامر پر ہے غازی رافت پاشا کے الفاظ پر نہیں۔ ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس بارے میں غازی رافت پاشا نے کیا فرمایا بلکہ شریعت کے کیا احکام ہیں۔ اور کتاب وسنت کا کیا فتویٰ ہے۔ غازی رافت پاشا اگر دینی و دنیوی طاقت کی یکجائی کو سیاسی غلطی تصور کرتے ہیں۔ تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام بھی اس میں ان کا ہمنوا ہے شخصیتیں اور ان کے اعمال ہماری نظروں میں اسی وقت تک محبوب و محترم ہیں۔ جب تک وہ شریعت حقہ کی میزان پر پورے اُتریں۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو۔ تو انسانوں کی خاطر خدا کے احکام و اوامر محکمہ کو نہیں بدلا جا سکتا"۔

اگر مسلمانان ہند میں اس قدر جرأت اور ہمت ہے۔ اور وہ مذہب کے لئے ایسا ہی جوش و خروش رکھتے ہیں۔ جیسا کہ "زمیندار" کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ تو انہیں مبارک ہو۔ لیکن ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ترکان احرار وہی کچھ کر گذریں۔ جو غازی رافت پاشا نے فرمایا ہے۔ تو مسلمانان ہند اسے اسلام کے خلاف سمجھتے ہوئے کس طرح روک سکتے ہیں کیا سپاہ انگورا کے نام سے جو بھرتی کی جا رہی ہے۔ اسی کو حکومت انگورا کے خلاف استعمال کر کے "خلیفۃ المسلمین" کا دنیوی اقتدار بحال کرنے کی کوشش کرینگے۔ یا ترکوں پر اثر ڈالنے کا کوئی اور طریق اختیار کرینگے۔ اگر کوئی ایسا طریق ان کے مدنظر ہے۔ اور وہ جانتے ہیں کہ ترکوں کی مجال نہیں ان کی منشاء کے خلاف "خلیفۃ المسلمین" کا دنیوی اقتدار چھین سکیں۔ تو اس قسم کی دھمکی جو "زمیندار" نے دی قرین مصلحت سمجھی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر یہ نہیں۔ تو ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ اس قسم کے ڈراوے قوم کو کشیدہ بنانے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں پیدا کرینگے۔ پھر جبکہ "زمیندار" خود مشورہ دے چکا ہے۔ کہ اگر ترکان احرار موجودہ خلیفۃ المسلمین کو عزل ہی کا مستحق سمجھیں تو اسپر تڑپنے اور رونے کی ضرورت نہیں تو اب وہ یہ کیوں نہیں کہہ دیتا۔ کہ اگر ترکان احرار خلافت اور بادشاہت کو الگ الگ ہی کر دیں تو اسپر گڑگڑانے اور ناراض ہونے کی حاجت نہیں۔

"ہمدم" (۲۷ اکتوبر) لکھتا ہے:۔

"تحریک خلافت کے آغاز سے اسوقت تک مسلمانان ہند کی یہی خواہش و آرزو رہی ہے کہ سلطان المعظم ہی بدستور خلیفہ رہیں۔ اگر ترک اپنے سیاسی اغراض کے لئے اس انتظام کو پسند نہیں کرتے۔ تو ہر حالت میں انہیں تقسیم اختیارات کے اصول پر عمل کرنے سے پہلے عام مسلمانوں کی منشاء بھی معلوم کر لینا چاہیئے تاکہ ترکوں کی طرف سے ان کے کروڑہا ہم مذہبوں کو کسی قسم کی شکایت نہ ہو"۔

یہ ایک واجبی مطالبہ ہے۔ لیکن جب کہ آج تک ترکوں نے کبھی خلیفہ کو معزول کرنے کے متعلق بھی عام مسلمانوں کی منشاء معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ جو خلیفہ کے دینی اور دنیوی اقتدار کی علیحدگی سے بہت اہم بات ہے تو اب وہ کیوں اس مطالبہ کو پورا کرنے لگے۔ پھر عام مسلمانوں کو بھی اپنے پہلے طرز عمل کی وجہ سے اب اس قسم کا مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ ترکوں کو خلیفہ کے معزول کرنے کا حق دے چکے ہیں۔ تو اسی میں خلیفہ کے اختیارات میں کمی بیشی کرنا بھی شامل ہے۔ اس لئے ترکوں کو اس کے متعلق نئے سرے سے مشورہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

معاصر "پیسہ اخبار" (۲۸ اکتوبر) لکھتا ہے:۔

"اگر خلیفۃ المسلمین سے دنیاوی اختیارات لیا جائے

"اور اسے صرف دینی وجاہت دی جائے۔ تو اس کا وجود اسلام اور مسلمانوں کے لئے تو کیا خود ترکوں کے لئے بھی کچھ مفید ثابت نہیں ہوگا"

اس وقت تک "خلیفۃ المسلمین" دینی اختیار کے ساتھ دنیوی اختیار رکھتے ہوئے جس قدر مسلمانوں اور اسلام کے لئے مفید ثابت ہو چکے ہیں۔ اس کا علم تو سب کو ہے۔ البتہ خاص ترکوں کو جس قدر فوائد پہنچے ہونگے۔ انہیں وہی جانتے ہیں۔ اور یہ صاف بات ہے کہ اگر پہلا طریق ان کے لئے مفید ثابت ہوا ہوتا۔ تو ممکن نہیں تھا کہ وہ جان بوجھ کر نقصان اٹھانے کی خاطر "خلیفۃ المسلمین" سے دنیوی اقتدار چھیننے کی تجویز کرتے۔ اور ان اختیارات کا ان کے پاس رہنا سخت سیاسی غلطی قرار دیتے۔ جو وجہ خلیفہ کو دنیوی اختیارات سے برطرف کرنے کی ضرورت کی بتائی گئی ہے اسی سے ظاہر ہے کہ ترک خوب اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ خلیفہ کے دنیوی اقتدار رکھنے سے نہ صرف انہیں کوئی نفع نہیں پہنچا۔ بلکہ نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اور جب ان کے مدتوں کے تجربہ کا یہ نتیجہ نکلا ہے۔ تو اب ان پر اس بات کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ کہ اگر خلیفہ کو دنیوی اقتدار سے علیحدہ کر دیا گیا۔ تو وہ ترکوں کے لئے کچھ مفید ثابت نہیں ہوگا

الغرض مسلمانان ہند خواہ کچھ کہیں۔ ترکان احرار وہی کچھ کرینگے۔ جو ان کی مرضی ہوگی۔ اور جسے وہ اپنے لئے مفید سمجھیں گے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اگر وہ جلدی ہی اس قول کو فعل میں لے آئے۔ جو جنرل رفعت پاشا نے بیان کیا ہے۔ تو ہندوستان کے مسلمان جس بنا پر گورنمنٹ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ وہ بالکل کھوکھلی ہو جائیگی۔ اور ان کی تمام سرگرمیوں میں جو چیز بطور روح کے ہے۔ وہ مردہ ہو جائیگی۔ کیونکہ ان کی تمام تر کوشش اور سعی صرف اس لئے ہے۔ کہ "خلیفۃ المسلمین" کا دنیوی اقتدار بحال کریں۔ اور جو ملک ان کے قبضہ سے نکل چکے ہیں۔ وہ واپس دلائیں۔ لیکن اگر ترکوں نے "خلیفۃ المسلمین" کو رہے سہے دنیوی اقتدار سے بھی سبکدوش کر دیا۔ تو اس سے اس قسم کے سب دعووں پر پانی پھر جائیگا۔ کہ خلافت کے لئے دنیوی اقتدار مذہبی لحاظ سے لازمی اور ضروری ہے۔ پھر یا تو مسلمانوں کو بالکل خاموش ہو کر بیٹھ رہنا پڑیگا۔ یا گورنمنٹ کے خلاف زور لگانے کے علاوہ ترکان احرار سے بھی دست و گریبان ہونا پڑے گا۔ کیونکہ خلافت کے دنیوی اقتدار کو نقصان پہنچانے کا جو الزام گورنمنٹ پر لگایا جاتا ہے وہی ترکوں پر بہت زیادہ صفائی کے ساتھ عائد ہوگا۔

خیر یہ تو جب موقع آئیگا۔ اسوقت معلوم ہو جائیگا کہ مسلمان کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔ لیکن کیا غور و فکر کرنے والی ہستیوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ جبکہ انہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا اسلامی خلافت جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے قائم ہو۔ اس کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ کہ اپنے پرائے سب اس کی تخریب کے درپے ہوں۔ اور جو کوئی کچھ مقدرت رکھتا ہو۔ وہی اسے نقصان پہنچانے کے لئے کھڑا ہو جائے۔ غیر تو غیر اب تو خود ترک جنہیں خلافت کا علم بردار سمجھا جاتا ہے۔ وہ بھی اس خلافت کا صفایا کرنے پر آمادگی ظاہر کر رہے ہیں۔

بات دراصل یہ ہے۔ کہ اگر فی الواقعہ خلافت ترکی اسلامی خلافت ہوتی۔ تو کبھی اس کی یہ حالت نہ ہوتی بلکہ خدا کی مدد اور نصرت اس کے شامل حال رہتی۔ کیا ایسی دیکھنے اور سمجھنے والوں کے لئے بہت بڑا سبق نہیں ہے۔ اگر عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں تو وہ وقت بھی آئیگا۔ اور ضرور آئیگا۔ جبکہ یہ نام کی خلافت بھی نہ رہیگی اس کے لئے روز بروز سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اور جنرل رفعت پاشا کی تقریر بھی ان میں سے ایک ہے ؞

بانی آریہ سماج کی گمنام ابتدائی زندگی

پنڈت دیانند صاحب کی گمنام و نشان جائے ولادت کا کھوج لگانے کے لئے آریوں نے جو کمیٹی بنائی تھی اور جس کے مقصد اور مدعا کو مدنظر رکھ کر الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں مضمون بھی لکھا گیا تھا اس کی رپورٹ شائع ہو گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آج تک آریوں کو اپنے سوامی کی جائے ولادت اور حسب نسب کا نہ کوئی سراغ ملا ہے اور نہ ملنے کی امید ہے۔ اور ابھی سے اس بارے میں بہت سا اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک پنڈت صاحب کی جائے ولادت کچھ بتاتا ہے تو دوسرا کچھ۔ اور تیسرا کچھ۔ چنانچہ پنڈت لیکھرام کی تو یہ تحقیقات تھی کہ "سوامی جی موروی شہر میں اتپن ہوئے تھے" لیکن ایک بنگالی مہاشہ نے یہ قرار دیا تھا کہ "سوامی جی ٹنکارا" میں پیدا ہوئے تھے۔ اور موروی کے ایک فسٹ کلاس مجسٹریٹ کا بیان ہے کہ "سوامی جی کا جنم ستھان سجن پور ہے" اور موروی کے راجہ نے بتایا کہ "رشی (دیانند) نے انکو کہا تھا کہ سجن پور میں ان کا جنم ہوا تھا"۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "وہ میگھ پور۔ جھابوا پور میں اتپن (پیدا) ہوئے تھے۔" پھر یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ "ان کا جنم ستھان بتیا نا تھا"

اسی طرح ان کے والد کا نام کوئی تو "امبا شنکر" قرار دیتا ہے۔ کوئی "کرشن جی لال جی"۔ اور ماں کا نام کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکا چنانچہ تازہ تحقیقاتی رپورٹ میں لکھا ہے۔ "سوامی جی کی ماتا کا نام بہت یتن کرنے پر بھی ابھی تک معلوم نہیں ہوا۔"

ان حالات سے ظاہر ہے کہ آریوں کے لئے اپنے "مہرشی" کے ابتدائی حالات تو الگ رہے۔ ان کی جائے ولادت حسب نسب تک کا معلوم کرنا ناممکن ہو گیا ہے۔ اور پھر جبکہ بقول ان کے پنڈت دیانند نے اپنے ابتدائی حالات کو "جان بوجھ کر گپت (پوشیدہ) رکھا ہے۔" تو ان کا کھوج لگانا کہاں تک پنڈت صاحب موصوف کی منشاء کے مطابق ہو سکتا ہے۔

کیا پنڈت صاحب کا اپنی پہلی زندگی اپنے وطن حتیٰ کہ اپنے ماں باپ تک کو پوشیدگی میں رکھنا ظاہر نہیں کرتا کہ وہ ان باتوں سے دوسروں کے آگاہ ہونے کو اپنے نئے منصوبوں کے لئے مضر سمجھتے تھے۔ اور انہیں ایسے پول کھلنے کا ڈر تھا۔ جو ان کے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیتے۔ ورنہ اپنے ابتدائی حالات کو پوشیدہ رکھنے کی انتہائی کوشش کرنے کی اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

حیرت ہے جو شخص ہندوؤں کے قدیم مذہبی خیالات کے خلاف معرکہ آرائی کے لئے کھڑا ہوا۔ جس نے سب مذاہب کے پاک انسانوں پر طرح طرح کے الزام لگائے جس نے اپنے پیروؤں میں دوسروں کے خلاف بدزبانی اور فحش کلامی کرنے کا بیج بویا۔ اسے اتنی بھی جرأت نہ تھی۔ کہ نئے خیالات لے کر اپنے ہم وطنوں کو منہ دکھا سکتا۔ اور اپنے ماں باپ سے کلام کر سکتا ؞

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

کارکنان جماعت سے خطاب

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(۲۶ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

پچھلے سال کا سبق

میں آج ایک ایسے مضمون کی طرف جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جس کے متعلق ایک سال یا کچھ کم و بیش عرصہ ہوا انہی دنوں میں توجہ دلائی تھی۔ میری غرض دوبارہ اس مضمون کو چھیڑنے سے یہ نہیں کہ کسی سے اس بات کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ بلکہ اس سے یہ بتانا غرض ہے کہ جیسا کہ میں نے پچھلے جمعہ میں بیان کیا تھا۔ پسندیدہ عمل وہی ہے جس پر دوام اختیار کیا جائے۔ پس میری غرض اس مضمون کو بیان کرنے سے یہ ہے کہ احباب کو توجہ دلاؤں کہ وہ اس مضمون کو دیر گذرنے کی وجہ سے بھول نہ جائیں۔ بلکہ یاد رکھیں۔ کیونکہ وہ مضمون ایسا ہے جسکو اپنے سب معاملات میں مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور اس کی خلاف ورزی دینی حالت اور دنیاوی حالت اور روحانیت کے لئے خطرناک ہے۔

حواری

غالباً انہی ایام میں پچھلے سال میں نے اس مضمون کے خطبات پڑھے تھے۔ کہ جو لوگ یہاں ہجرت کر کے اس لئے آئے ہیں۔ کہ دین کی خدمت کریں۔ وہ یہاں بطور ملازم کے نہیں ہیں۔ کیونکہ دین میں کبھی ملازم نہیں رکھے گئے۔ دین کے کام ہمیشہ اصحاب سے ہوئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی جو واعظ تھے۔ قرآن کریم میں ان کا نام حواری رکھا گیا ہے۔ جس کے معنے ہیں اصحاب۔ حواری دھوبی کو بھی کہتے ہیں۔ جو کپڑوں کو دھو کر ان کی میل دور کرتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ کے جو حواری تھے وہ دلوں کو دھوتے تھے۔ وہ ملازم نہ تھے۔

زمانہ قدیم و حال کا طرز معیشت

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حالات زمانہ کے ماتحت ہمیں مقررہ تنخواہیں دینی پڑتی ہیں۔ کیونکہ جو معیشت کی پہلے سہولت تھی اور جو معیشت کا سامان پہلے تھا۔ وہ اب نہیں۔ گذشتہ زمانہ میں معیشت کا انحصار چیزوں پر تھا۔ مگر اب روپیہ پر ہے۔ پہلے زمانہ میں نہ روپیہ زیادہ تھا۔ اور نہ روپیہ پر اس قدر کام چلتے تھے۔ بلکہ غلہ پر چلتے تھے۔ اس زمانہ میں روپیہ کا استعمال کم ہوتا تھا۔ اس وجہ سے لوگوں کی رہائش کا طریق اقتصادانہ طور پر تھا۔ کیونکہ جب روپیہ سے کام نہ چلانا ہو تو ضروریات کم ہونگی۔ اگر روپیہ نہ ہو تو کام کرنے والا اتنا کام کریگا۔ جتنے کی اس کو ضرورت ہوگی۔ اب لوگوں میں روپیہ کا چلن زیادہ ہے۔ اس لئے عیاش جتنا چاہیں خرچ کر سکتے ہیں۔ پس چونکہ معیشت کا طریق بدلا ہوا ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ مقررہ رقمیں دی جائیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جن لوگوں نے دین کی خدمت کے لئے زندگی وقف کی ہوتی ہے۔ انہیں بھی ضروریات ہوتی ہیں۔ اور اس قسم کی ضروریات سے جب نبی بھی باہر نہیں ہوتے۔ تو یہ کیسے باہر ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ رقوم جو ان کو دی جاتی ہیں۔ ان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے تحفہ کے طور پر ملتی ہیں۔

صحابہ کرام اور دین

صحابہ کرام کو بھی انعام ملے۔ ان کو ملک ملے۔ دولت ملی۔ جنگ میں جو کچھ ہاتھ آتا تھا وہ انہی کا ہوتا تھا۔ اور بعض دفعہ جنگوں میں جو کچھ ملتا تھا وہ ان کی ضرورتیات سے سینکڑوں گنے زیادہ ہوتا تھا۔ ہاں بعض اوقات کچھ بھی نہ ملتا تھا۔ لیکن ان کے کام ملازمت کے کام نہ تھے۔ اگر ان کو کچھ بھی نہ ملتا تھا۔ تو وہ شکایت نہ کرتے تھے۔ کہ ہمیں کیوں نہیں ملا۔

یہی حال جب تک ہمارے کارکنوں کا نہ ہو اس وقت تک ہمارے کام میں برکت نہیں ہو سکتی۔ نہ ان کے کام میں برکت ہوگی۔ نہ سلسلہ کو ترقی اور اس کے کاموں میں برکت ہوگی۔ بلکہ الٹا سلسلہ کو نقصان ہوگا۔

روپیہ کیلئے کام کرنیوالے ہر قوم سے مل سکتے ہیں

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہماری جماعت کی مالی حالت کمزور ہے۔ لیکن جسقدر لوگ چندہ دیتے ہیں۔ وہ اپنی پوری طاقت سے دیتے ہیں۔ ہاں کچھ ایسے بھی ہیں جو چندہ میں سست ہیں۔ لیکن جس قدر دینے والے ہیں وہ چندے میں کمی نہیں کرتے۔ اس لئے ان پر اور زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اگر ہم کام کے معاوضہ میں روپیہ دینا بھی چاہیں تو ہم نہیں دے سکتے۔ نہ ہمارے پاس اس قدر روپیہ ہے نہ اس قسم کا کام بابرکت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دین کی خدمت کا اگر روپیہ پر ہی انحصار ہو تو پھر احمدی مبلغوں ہی کی کیا شرط ہے۔ ایسے لوگ ہندوؤں اور عیسائیوں میں سے بھی نکل سکتے ہیں۔ جو روپیہ لیکر وہی دلائل بیان کر سکتے ہیں۔ جو ایک احمدی دیتا ہے۔

عیسائی مشنری

اس وقت عیسائی مشنری جو بطور افسر علاقہ کے دنیا میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی تعداد ساٹھ ہزار ہے۔ مگر ان میں بیسیوں ایسے ہیں جو موجودہ عیسائیت کے قائل نہیں ہیں۔ باوجود اس کے بحث اسی جوش سے کرتے ہیں۔ جس طرح ایک ماننے والا کیا کرتا ہے۔ اس کی [illegible] جو اسے روپیہ ملتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے ایک عیسائی کی بحث ہوئی۔ اس نے تثلیث سے انکار کر دیا۔ آپ نے اس کو کہا کہ تم تو روز عیسائیت کی تائید میں تقریر کرتے ہو۔ پھر یہ انکار کیسا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ میں نہیں بولتا۔ بلکہ میری تنخواہ بولا کرتی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ ہمارے ہاں لوگوں کو عیسائیت سے دلچسپی پیدا کرنے کے لئے تین طریق پر وعظ ہوتے ہیں۔ ایک عام اخلاقی وعظ دوسرے توحید کے متعلق۔ تیسرے تثلیث وغیرہ کے متعلق۔ میں نے یہ التزام کیا ہوا ہے کہ یا تو اخلاقی وعظ کہتا ہوں۔ یا توحید کے متعلق۔ اور یہ موقعہ ہی نہیں آنے دیتا کہ مجھے تثلیث کے متعلق وعظ کرنا پڑے۔ لیکن ان لوگوں کو اس کا علم نہیں کہ میں خصوصیت سے اس طرح کرتا ہوں تو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔

پس اگر ہمارے ہاں بھی روپیہ کا سوال ہو تو احمدیت کی تبلیغ کرنے والے ہر ایک مذہب سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہندو وغیرہ سب ہی مذاہب کے لوگ مل سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح جب وہ بولینگے تو دراصل وہ نہیں بولینگے۔ بلکہ وہ روپیہ

بولیگا جوان کو ملتا ہوگا۔ مگر اس میں برکت نہ ہوگی۔

عیسائیت فنا ہوگئی

اس میں شبہ نہیں۔ کہ عیسائی کہلانے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ لیکن جب سے بادشاہتیں اس میں شامل ہوئیں اور روپیہ اسپر خرچ ہونے لگا اس وقت سے عیسائیت گھٹتی گئی ہے۔ آج حضرت عیسیٰ کی تعلیم پر چلنے والا ایک بھی عیسائی نظر نہیں آتا۔ کیا شیر کی کھال میں اگر بھس بھر کر رکھدیا جائے تو وہ شیر بن جاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح گو بچپس کروڑ عیسائی دنیا میں آباد ہوں مگر حضرت عیسیٰ کی تعلیم پر چلنے والا چونکہ ایک بھی نہیں۔ اس لئے عیسائیت کا خاتمہ ہوگیا۔ لیکن اگر سچے عیسائی اس کے خادم ہوتے تو عیسائیت کی یہ حالت نہ ہوتی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد وہ اسلام کی طرف منتقل ہو جاتی۔ پس اگر ہم چاہیں اور روپیہ ہو تو بہت سے آدمی مل سکتے ہیں۔ لیکن جس مذہب کی وہ تبلیغ کریں گے وہ احمدیت نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ کچھ اور ہی مذہب ہوگا۔

ملازمت اور صحابیت

پس ہمارے کارکن سمجھ لیں کہ وہ ملازم اور نوکر نہیں ہیں۔ اگر دنیاوی امور میں مخالفین سے نقصان اٹھا کر بھی وہ نوکری ہے تو پھر اس سے بڑھکر ان کے لئے کیا نقصان ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو اعلیٰ مقام پر لیجانا چاہتے ہیں۔ اور صحابیت کا مقام ہے۔ پس اس مقام کو چھوڑ کر ملازمت کا مقام اختیار کرنا صریح نقصان ہے۔ ملازم کے مقام سے بڑھکر صحابی کے مقام پر آنے کا موقع حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آیا ہے۔ جس سے انسان کو خدا کی عبودیت کا مقام ملجاتا ہے۔ اس لئے احباب کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

عبودیت الٰہی

قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں پیار سے مخاطب کیا گیا ہے۔ وہاں عبد اللہ ہی کے لفظ سے مخاطب کیا ہے۔ اس لئے عبداللہ کا مقام بڑا مقام ہے۔ اور اگر انسان کی غلامی سے نکل کر عبداللہ کا مقام حاصل ہو جائے۔ تو اس سے بڑھکر نعمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اسی لئے ہم نے اپنے کام کرنے والوں کا نام کارکن رکھدیا ہے۔ اور یہ سال پہلے سالوں کی نسبت زیادہ اطمینان سے گذرا ہے۔

بہت بہت خدا پر بھروسہ رکھنے میں فرق

ملازم کی یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ مجھے یہ بھی ملے اور وہ بھی ملے۔ لیکن صحابی سمجھتے ہیں ہمیں تو جو کچھ ملتا ہے ہمیں تو اس کا بھی حق نہیں۔ ان کا دل غنی ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ کسی تکلیف کو تکلیف نہیں سمجھتے۔ لیکن وہ لوگ جنہیں مال کی محبت ہوتی ہے۔ انہیں وہ ہلاکت کی طرف لیجاتی ہے۔ مال سے محبت کرنے والے مال کے ضائع ہونے پر خودکشیاں کر لیتے ہیں۔ مگر جن کو مال سے محبت نہیں ہوتی۔ ان کا مال اگر ضائع بھی ہو جائے تو وہ اس کے غم میں اپنی جان نہیں کھوتے۔ اور پھر محنت شروع کر دیتے ہیں۔ مال کی محبت میں جان دینے والے مال کو خدا سمجھتے ہیں۔ اور صحابی ہونے والے مال کو خدا نہیں بناتے۔ بات یہ ہے کہ انسان قناعت سے غنی ہوتا ہے۔ نہ کہ مال سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض دن فاقہ ہوتا تھا۔ لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ کے دل میں کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی بے اطمینانی پیدا ہوئی۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ آپنے زندہ رہنے کو اپنا مقصد نہیں بنایا ہوا تھا۔ اور آپ سمجھتے تھے کہ بھوک سے مر جائینگے۔ تو خدا ہی کے پاس جائینگے۔

پس تم لوگ بھی اپنے دلوں میں خلوص پیدا کرو۔ اور دل کی قناعت حاصل کرو۔ میں نے پچھلے سال کہا تھا کہ جو ملازم ہو کے رہنا چاہتا ہے وہ چلا جائے۔ یہ بھی ایک قسم کی ناراضگی تھی۔ لیکن اب میں یہ نہیں کہونگا۔ پچھلے سال مجھے ایسا کہنے کا حق تھا۔ مگر اس سال حق نہیں۔ کیونکہ اس سال جماعت نے عمل کر کے دکھا دیا ہے کہ وہ ملازم نہیں۔ صحابی بننا چاہتی ہے۔ اور اس وقت جو اس بات کو دوہرا رہا ہوں۔ تو اس کی غرض یہ ہے کہ اس سبق کو بھول نہ جانا۔

درحقیقت جب انسان اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے خود سامان کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ مجھے اس بات کا غم نہیں۔ کہ روپیہ کہاں سے آئیگا۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ ہمت سے خرچ کرنے والے نہ ہوں۔ پس ضرورت ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ ہمیشہ صحابیت کا رنگ اپنے والے ہوں۔ اور ایسے ہوں کہ دین کی خدمت میں ان کو جو کچھ بھی ملے وہ اسکو شکرگذاری سے لیں۔

مال کمانا منع نہیں

میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ مال نہ کمائیں۔ وہ اپنے دنیاوی کام کریں۔ لیکن ناجائز طور پر دنیا جمع کرنے کی فکر نہ کریں۔ دنیاوی امور میں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ اور ہر ایک معاملہ میں رحم اور حسن سلوک کو مدنظر رکھیں اور دین کے معاملہ میں کبھی زیادہ اور کم کا سوال نہ کریں۔

ایک خوش کن لطیفہ

میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے غریب کارکنوں میں بھی اس بات کا احساس پیدا ہو چلا ہے۔ ایک لطیفہ ہے۔ اور لطیفے دینی معاملات میں بھی ہو سکتے ہیں اور اسی طرح لطف کا موجب بنا کرتے ہیں۔

لنگر میں ایک ان پڑھ سا معمولی گذارہ کا آدمی ہے جسکو ۱۰ یا ۱۲ روپیہ ماہوار ملتے ہیں۔ اس کا میرے پاس رقعہ آیا کہ میں چندہ میں اپنی ایک ماہ کی تنخواہ دینے لگا تھا۔ مجھے ایک شخص نے نصیحت کی ہے کہ میں نہ دوں۔ کیونکہ مجھپر واجب نہیں۔ کیا ایسا مشورہ دینے والے کا یہ حق ہے یا نہیں۔ اس آدمی کے متعلق لطیفہ یہ ہے جو ایک خوش کن بات بھی ہے۔ کہ وہ باہر سے آیا۔ اور اس نے دیکھا کہ لنگر کے افسر دفتر کے دروازے بند کر کے اندر کمیٹی کر رہے ہیں۔ اس نے سمجھا کہ جلسہ قریب ہے چندہ کے لئے پوچھ رہے ہوں گے اس نے جھٹ ایک رقعہ لکھا اور طاقی کے سوراخ میں سے اندر ڈالدیا کہ ایک مہینہ کی تنخواہ میں بھی چندہ میں دیتا ہوں۔ لیکن واقعہ یہ تھا کہ افسر لنگرخانہ اس وقت ایک کارکن کی غلطی کی تحقیقات کر رہے تھے۔ اس نے خیال کیا کہ مجھے غریب سمجھکر اندر نہیں بلایا گیا میں کہیں پیچھے نہ رہجاؤں۔ لیکن یہ کس قدر دل کو خوش کرنے والی اور یقین اور ایمان کی بات ہے۔ مگر یہ ایک لطیفہ ہے۔ اور اسمیں ایک نکتہ بھی ہے کہ جب انسان خدا کو مقدم کر لیتا ہے تو پھر وہ اس کے راستہ میں خرچ کرنے سے گھبراتا نہیں۔ خواہ وہ کتنا ہی غریب کیوں نہ ہو۔

صحابہ اور تجارت

تو صحابہ تجارت بھی کرتے تھے۔ اور زراعت بھی کرتے تھے۔ لیکن دین ان کو مقدم تھا۔ اور دین کے کام میں کبھی سوال نہیں کرتے تھے۔

اور دنیا ان کو دین کے کام سے روک نہیں سکتی تھی۔ یہ نہیں تھا کہ ان کو تجارت یا کوئی کام کرنا نہیں آتا تھا۔ چنانچہ میں نے کئی دفعہ سنایا ہے۔ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضنے ایک دفعہ کئی ہزار اونٹ خرید لے۔ جب وہ ہزار روپیہ اور سو کا ایک وقت میں سودا کر سکتے تھے۔ تو اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ان کے پاس لاکھوں ہی روپیہ ہونگے۔ چنانچہ جب وہ فوت ہوئے۔ تو ان کے گھر میں کئی کروڑ روپیہ تھا۔ وہ اونٹ انہوں نے تجارت کے لئے خریدے تھے اور فوراً ہی وہ بک گئے۔ اور سودا اس طرح ہؤا کہ جس قیمت پر انہوں نے خریدے تھے۔ اسی پر بیچ دئے۔ مگر عقال کے بغیر۔ کسی نے کہا۔ آپ کو کیا نفع رہا ہے انہوں نے کہا کہ اُتنے ہزار عقال جتنے ہزار اونٹ ہیں۔ نفع میں آئے۔ کیونکہ میں نے سودا مع عقال (اونٹ باندھنے کی رسی) کیا تھا۔ اور بیچے بغیر عقال کے ہیں۔ اور اس طرح ان کو کھڑے کھڑے بہت سا نفع ہو گیا۔ یہ سودا کئی لاکھ کا تھا۔ اور آج کل بھی اتنا بڑا سودا بہت بڑا سودا سمجھا جاتا ہے۔ غرض یہ ان کی تجارت کا حال تھا۔ باوجود اس کے وہ دین میں تجارت نہ کرتے تھے۔ بلکہ جو کام کرتے تھے۔ خدا کے لئے کرتے تھے۔ وہ دنیاوی امور میں بھی انصاف اور عدل کو نہ چھوڑتے تھے۔ دو صحابیوں کا حال میں نے تو کسی کتاب میں پڑھا نہیں۔ حضرت صاحب بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ ان میں اس بات پر جھگڑا ہو رہا تھا کہ ایک اپنا گھوڑا مثلاً تین ہزار درہم پر بیچتے تھے۔ اور جو خریدنا چاہتے تھے کہتے تھے نہیں یہ گھوڑا پانچ ہزار کا ہے۔ وہ اسقدر قیمت دینے پر مصر تھے۔ لیکن آجکل تو لوگوں کی یہ حالت ہو۔ کہ اگر دیکھیں خریدار اتنی زیادہ رقم دیتا ہے تو وہ فوراً کہہ دیں کہ لو سودا پختہ ہو گیا۔ اصل میں بیچنے والا واقف نہ تھا اور خریدار مبصر تھا۔ اس لئے وہ اس کی کم قیمت نہ دینا چاہتا تھا۔ اور بیچنے والا اس کی زیادہ قیمت لینا دھوکہ خیال کرتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ یہ مجھ پر احسان کرنا چاہتا ہے۔ غرض یہ حالت انکی دنیاوی امور میں تھی۔ پھر وہ دین میں سودا کب جائز رکھ سکتے تھے۔

خدا کی تجارت

پس میں جماعت کے لوگوں کو سال گذرنے پر نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس سبق کو یاد رکھیں۔ اور دین میں سودا نہ کریں۔ ورنہ وہ دین کو خراب کرینگے۔ ہماری جماعت کے چھوٹے بڑے سمجھ لیں کہ وہ یہاں نوکری کے لئے نہیں آئے۔ بلکہ وہ اس لئے آئے ہیں۔ کہ خدا خوش ہو جائے۔ پس خدا سے دین کے معاملہ میں سودے مت کرو۔ خدا تو صرف ایک ہی سودا کرتا ہے کہ [illegible] اور جنت دیتا ہے۔ پس خدا ہی سودا کرتا ہے۔ اور یہی سودا اس نے ہم سے کیا ہے۔ جب یہ سودا ہو چکا۔ تو پھر نئے سودے کے کیا معنے؟ یہ درمیانی مشکلات ہیں۔ انشاء اللہ دور ہو جائینگی لیکن ہمارے کارکنوں کے مدنظر کبھی نہیں ہونا چاہیئے کہ ان مشکلات کے رفع ہونے پر ہماری تنخواہیں بڑھ جائینگی۔ تم کو خدا دوست کے مقام پر کھڑا کرتا ہے۔ اور جس کو دوست کا مقام میسر ہو وہ ملازم کا مقام لینا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے اموال کی ترقی اس غرض سے مدنظر نہ ہو کہ ہماری تنخواہ بڑھ جائیگی۔ بلکہ اسلئے کہ جب ہمارے پاس زیادہ روپیہ ہوگا۔ تو ہم اپنے تبلیغی مشن اور اور ممالک میں بھی کھولینگے۔ جاپان میں۔ فرانس میں جرمنی اور روس میں اور دیگر ممالک میں۔ ہاں ہر شخص آسودگی کے لئے اور کام بھی کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے اصل کام میں حرج نہ ہو۔ اور افسران کی اجازت ہو۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اسی کی خوشی ہمارے مدنظر ہو۔ اور دنیا کی امتعہ ہمارے مدنظر نہوں۔ ہمیں وہی انعام مدنظر ہوں جو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم میں بیان کئے گئے ہیں۔

نماز جنازہ کو رسم نہ بناؤ

جب دوسرے خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا۔ جمعہ کے دن ہمارے پاس خطوط آجاتے ہیں۔ جن میں جنازوں کی درخواست ہوتی ہے۔ میں نے ایک مدت کے غور کے بعد سمجھا ہے کہ کہیں آیندہ اس کے متعلق یہی خیال نہ ہو جائے کہ جمعہ کی نماز کے بعد جنازہ پڑھنا بھی سنت ہے۔ جنازہ غائب پڑھنا جائز ہے۔ مگر جبکہ رسم کے طور پر نہ ہو۔ حضرت صاحب کے زمانہ میں باہر فوت ہونیوالوں کے جنازہ کے متعلق یہاں لکھنے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ اس وقت باہر جماعتیں اس قدر پھیلی ہوئی نہیں تھیں اور اکے دکے احمدی تھے۔ اسلئے جب کوئی فوت ہوتا تھا۔ تو اس کے جنازہ کے لئے لکھا جاتا تھا۔ مگر اب وہ ضرورت ختم ہو گئی ہے۔ اور عموماً ہر ایک احمدی مرنے والے کو اتنے مرتبہ کے مطابق جنازہ پڑھنے والے احمدی میسر آجاتے ہیں۔ اس لئے اب ضرورت ہے کہ اس رسم کو مٹایا جائے بعض لوگ اخبار میں بھی لکھوا دیتے ہیں۔ لیکن اگر یہی طریق رہا تو ایک نیا مذہب بن جائیگا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ دو قسم کے [illegible] کے جنازے پڑھے جایا کریں۔

ایک ایسا شخص جو باہر فوت ہؤا ہو۔ اور اس کا اور کوئی احمدی جنازہ پڑھنے والا نہ ہو۔

دوسرے وہ شخص جو جماعت کا اتنا محسن ہو کہ اس کے احسانات کی وجہ سے جماعت پر فرض ہو کہ اس کا جنازہ پڑھے۔ یہاں لوگوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ کس کا جنازہ غائب پڑھا جا رہا ہے اور بعض دفعہ مجھ کو بھی پتہ نہیں ہوتا۔ اس سے یہ بھی خیال ہے کہ ایسی حالتیں دعا کرنے کے لئے کیسے تحریک پیدا ہوتی ہوگی اور وہ کیا اہلکار اور کیا [illegible] دعا مانگتے ہونگے۔ میں نے کچھ عرصہ سے تو التزام کیا تھا کہ ہر جمعہ نماز جنازہ نہیں پڑھتا تھا۔ وقفہ ڈالکر پڑھتا تھا لیکن آیندہ جس شخص کے متعلق جنازہ پڑھا جائیگا۔ اس کے متعلق میرا ارادہ ہے کہ پہلے اعلان کر دیا کروں گا۔ کہ فلاں شخص کا جنازہ ہے تاکہ اس کے لئے دعا کرنے کی سب کے دل میں تحریک پیدا ہو۔ یوں جنازہ کو رسم نہیں بنانا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ ہر ایک شخص کے لئے لکھا جائے۔ جو شخص دین کا ایسا خادم ہے۔ کہ اس نے بہت خدمت کی ہے اس کا حق ہے کہ اس کا سب جنازہ پڑھیں۔ ایسے شخص کا اخبار میں بھی ذکر ہو جایا کرے تاکہ لوگ اس کا جنازہ پڑھا کریں۔ ورنہ اس کے رسم بننے کا اندیشہ ہے۔ آج بھی ایک جنازہ ہے۔ اور وہ سیلون کے ایک طالب علم کی والدہ کا ہے۔ جو یہاں پڑھ رہا ہے۔ فی الواقعہ اس کی ماں کی یہ کتنی بڑی خدمت دین ہے کہ وہ بیٹے کو دین سیکھنے کے لئے اپنے سے علیحدہ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ سیلون ایک بڑا جزیرہ ہے۔ وہاں منتشر طور پر سو ڈیڑھ سو آدمی پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اسوقت ان پر وہی حالات گذر رہے ہیں۔ جو ہم پر گذر چکے ہیں۔ وہ نئے لوگ ہیں۔ اسلئے اس علاقہ کے لوگ حقدار ہیں کہ انہیں سے فوت ہونے والے کا جنازہ پڑھا جائے۔

پھر منبر سے اترتے ہوئے فرمایا اسی طرح سید حکیم حسن احمدیت کی وجہ سے کابل میں قید کئے گئے تھے۔ وہ قید ہی میں فوت ہو گئے ہیں۔ ان کا بھی میں ساتھ ہی جنازہ پڑھوں گا۔

مولوی محمد علی صاحب اور مرزا خدا بخش صاحب میں اختلاف عظیم

بیعت خلافت کے متعلق

مولوی محمد علی صاحب نے خلافت احمدیہ کے خلاف جو سب سے پہلا ٹریکٹ "ایک نہایت ضروری اعلان" کے نام سے نہایت زور شور کے ساتھ نکالا۔ اس کے صفحہ ۸ و ۹ پر انہوں نے بیعت خلافت کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے لکھا کہ:۔

"بیعت کے معاملہ میں جو ایک دھوکہ لگا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے بھی بیعت لی تھی۔ مگر وہ بیعت توبہ نہ تھی۔ بلکہ ملکی انتظام کے لئے بیعت تھی۔ اور اس قسم کی بیعت ہرگز نہ تھی جیسی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لیتے تھے"

آگے چلکر لکھتے ہیں:۔

"مگر تاریخ کو تلاش کر کے دیکھو۔ صرف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ انتظام ملکی کے قائم رکھنے کے لئے بڑے عمائد اور اعیان حکومت رؤسائے اقوام وغیرہ یا خاص دار الخلافۃ کے ممتاز لوگ بیعت کر لیتے تھے۔ اور وہ ان معنوں میں ہرگز بیعت نہ تھی۔ جن معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیعت لیتے تھے۔ اسی طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت اصل معنوں میں بیعت تھی جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت تھی یعنی آپ کی بیعت کر کے آپ سے کوئی شخص مسائل میں اختلاف نہ کر سکتا تھا۔ لیکن آپ کے بعد کوئی ملکی انتظام باقی نہیں رہا۔ جس کے لئے اس قسم کی بیعت کی بھی ضرورت ہو۔ جیسے خلفائے راشدین کی بیعت کی تھی"

اس کے رد میں ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھتے۔ مولوی محمد علی صاحب ہی کے ساتھی مرزا خدا بخش صاحب کا جواب پیش کرتے ہیں۔ مرزا صاحب "بیعت بڑی نیک امر ہے نہ ہو سکتی ہے" کے عنوان سے رسالہ تحقیق کے صفحہ ۳۵ پر لکھتے ہیں:۔

"پیشتر ازیں بخوبی دکھایا گیا ہے کہ بیعت کرنا اشد ضروری ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم و خلفائے اربعہ نے بیعت لی۔ مگر بہانہ جو کہہ دیتے ہیں کہ وہ بیعت خلافت یعنی ملکی تھی نہ کہ روحانی۔ لہذا ہم ان کی اس نادانی ازالہ جہالت کے لئے کثیر التعداد احادیث پیش کرتے ہیں کہ بیعت نہ صرف ملکی معاملات کیلئے ہوا کرتی تھی۔ بلکہ ہر نیک کام کے کرنے اور بُرے کام سے بچنے کیلئے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ احادیث حسب ذیل ہیں"

یہاں احادیث بخوف طوالت درج نہیں کی جاتیں۔ وہ اصل مصنفی میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ آگے چلکر لکھتے ہیں:۔

"اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ شرک اور چوری اور زنا اور قتل اولاد اور بہتان اور رسول کی نافرمانی کی نسبت بیعت کیگئی ہے۔ اور عہد لیا گیا ہے کہ انہیں سے کسی ایک کے بھی مرتکب نہیں ہونگے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ انہیں کوئی ملکی اور سلطنت کے امور نہیں۔ پس کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ صرف بیعت خلافت جائز ہے۔ باقی بیعت ضروری نہیں"

پھر صفحہ ۵۶ پر لکھتے ہیں:۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا بھی بیعت ضروری ہے"

"اور اگر کوئی یہ کہے کہ وہ تو رسول اللہ تھے۔ اسواسطے سب کو بیعت کرنی ضروری تھی۔ رسول کے سوا کسی اور کی بیعت ضروری نہیں تو ہم دکھلاتے ہیں کہ صرف رسول ہی کی بیعت نہیں کیگئی بلکہ اصحاب رسول اللہ کی بیعت کیگئی۔ چنانچہ ذیل کے آثار سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

طبرانی اور ابن سعد اور ابن ابی شیبہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں مدینہ میں گیا۔ جبکہ ابوبکرؓ کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور عمرؓ ان کے جانشین ہوئے تو میں نے عمرؓ سے کہا کہ اپنا ہاتھ نکالئے۔ میں تمہارے ہاتھ پر اسی طرح بیعت کرتا ہوں۔ جس طرح تیرے صاحب یعنی ابوبکرؓ کے ہاتھ پر تجھ سے پہلے کی تھی۔ کہ جہانتک میری طاقت ہو گی۔ آپکی باتوں کو مانونگا۔ اور فرمانبرداری کرونگا۔" دیکھو کنز العمال جلد ۱

پھر صفحہ ۶۱ اور ۶۲ پر لکھتے ہیں:۔

"اگر بیعت لا حاصل اور غیر ضروری تھی۔ تو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور پھر ان کے بعد اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیوں بیعت لی ہے۔ یہی تو وجہ تھی کہ بیعت سے دین اور ایمان تازہ ہوتا ہے۔ تو پھر یہ کیسی بدنصیبی کی بات ہے کہ ایسے امام سے جو مسیح موعود و مہدی ہو۔ اور جس کے لئے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی تاکید فرمائی ہو۔ اور پھر ان کے بعد ان کے خلیفے و جانشین کی بیعت نہ کی جائے۔ اور جھوٹے حیلے تراش کر کنارہ کشی روا رکھی جائے۔

اتقوا اللہ یا اولی الالباب"

کیا مولوی محمد علی صاحب کو اپنے فاسد عقیدہ کی تائید میں مرزا خدا بخش صاحب کے مندرجہ بالا دلائل کو رد کرنے کی طاقت ہے۔ اگر ہے تو رد کر کے دکھائیں۔

خاکسار عبد الحکیم احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ۔ انبالہ چھاؤنی

مطبوعات جدیدہ

پیر بخشی ٹریکٹوں کا جواب۔

احباب کرام کو معلوم ہے کہ بابو پیر بخش صاحب پوسٹ ماسٹر پنشنر نے انجمن تائید الاسلام کے نام سے ایک انجمن قائم کر رکھی ہے اور اس کی طرف سے ایک رسالہ ماہوار کم و بیش ۱۶ صفحے کا شایع کیا جاتا ہے۔ جس میں احمدیت پر اعتراضات ہوتے ہیں پیر بخش کی اپنی لیاقت کا تو یہ حال ہے۔ کہ وہ اپنے ہی رسالے کو خود صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ اور اسی لئے ہم نے کبھی اس طرف توجہ کی ضرورت نہ سمجھی۔ مگر پیر بخش صاحب نے اپنی پوسٹ ماسٹری کے معلومات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے رسالہ کو دور دور تک پہنچا دیا۔ نہ صرف پنجاب کے اکثر دیہات میں بلکہ ہندوستان سے باہر ماریشس افریقہ۔ بغداد۔ سیلون میں بھی ان کا رسالہ پہنچتا ہے اور عوام الناس کو غلط فہمی میں ڈالتا ہے۔

انجمن احمدیہ بغداد نے اس کا تدارک ضروری سمجھا۔ چنانچہ انکی تحریک اور بار بار تاکید سے ان کا جواب لکھنا شروع کیا گیا ہے۔

ماہ اگست ۲۲ء کے رسالہ کا جواب شایع ہو چکا ہے جس میں اختلاف حکیتین کا ذکر ہے۔ اور مختلف اعتراضوں کا جواب جہاں جہاں پیر بخش کے رسالے پہنچتے ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ اس جواب کی اشاعت کریں۔ جوں جوں حلقہ وسیع ہو گا۔ رسالہ زیادہ چھپوایا جائیگا۔ فی الحال تعداد کم ہے۔ تین روپے سینکڑہ کے حساب سے ۱۶ صفحہ کا ٹریکٹ بک ڈپو تالیف و اشاعت سے منگوالیں۔

قیمت فی رسالہ تین پیسہ - ۱۲ - ۸ر میں ۲۵ - ۱۲ر میں

سو ۱ تین روپے میں - خاکسار اکمل - قادیان

بعدالت جناب شیخ محمد حسین صاحب منصف درجہ اول زیرہ ضلع فیروزپور

مسیلارام وغیرہ نابالغان پسران گردھاری لال بولایت امیر چند مختار چچا خود ذات روڑہ سکنہ دھرم کوٹ

بنام

محمد ولد حاکو اصل ذات جٹ سکنہ بیرجی والا حال آباد چک ۲۶ رجواہ ۱۲ اراپل تحصیل و ضلع منٹگمری و نور محمد وغیرہ

دعوے ایک سو اسی ۱۸۰ روپیہ زر نقد

بنام محمد ولد حاکو اصل ذات جٹ سکنہ بیرجی والا حال آباد چک ۲۶ رجواہ ۱۲ اراپل تحصیل و ضلع منٹگمری

درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ تم دیدہ دانستہ اطلاع یابی اور تعمیل سمن سے گریز کرتے ہو۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے برخلاف جاری کیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۲۰ نومبر ۲۲ء حاضر عدالت ہو کر جوابدہی کرو ورنہ تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کیجاویگی۔

تحریر ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۲ء

دستخط افسر انگریزی

مہر عدالت

ہندوستان کی خبریں

مہاراجہ نابھ کے خلاف مضامین ضبط

پٹیالہ۔ ۳۱ ر اکتوبر۔ ریاست پٹیالہ کے وزیر اعظم تار دیتے ہیں۔ کہ حکومت پٹیالہ نے ایک اعلان جاری کیا ہے۔ جس میں اس نے نہایت سختی کے ساتھ ان رسالوں اور دیگر مضامین پر اظہار نفرین کیا ہے۔ جو ہز ہائنس مہاراجہ صاحب نابھ کی ذات پر حملہ کرتے ہیں۔ اس میں ایسے مضامین کی ضبطی کا بھی اعلان ہے۔

سیاسی قیدیوں کیلئے حق انتخاب

لکھنؤ۔ ۳۰ ر اکتوبر۔ کونسل صوبجات متحدہ میں پنڈت برد نارائن کنزرد کی یہ ترمیم منظور کی گئی ہے۔ کہ گذشتہ ۱۲ ماہ میں جن اشخاص کو خاص قوانین کے ماتحت سزا دی گئی ہے۔ ان کو انتخابات کونسل میں بطور امیدوار کھڑے ہونے کی اجازت دی جائے۔

دہلی میں ایک مصنوعی راجہ کی گرفتاری

دہلی میں۔ ۲۲ ر اکتوبر
ایک شخص جو اپنے آپ کو راجہ سورج بخش سنگھ ساکن اجین بتاتا تھا۔ میرانڈن ہوٹل دہلی میں آکر مقیم ہوا۔ اور اس نے ہزاروں روپیہ کا مال سوداگروں سے ادھار خرید ا تین دن دہلی میں مقیم رہا۔ اس وقت کالی کٹ سے دہلی پولیس کو اس کی گرفتاری کے لئے تار موصول ہوا۔ کیونکہ اس کی کلکتہ پولیس کو دھوکہ دہی کے سلسلہ میں ضرورت تھی۔ اس لئے اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے خلاف دفعات ۴۱۹ و ۴۲۰ تعزیرات ہند کا الزام لگایا گیا۔ اور اس کے خلاف رپورٹ درج کی گئی۔ یہ شخص کلکتہ میں اپنے آپ کو مہاراجہ صاحب گوالیار کا پرائیویٹ سکرٹری ظاہر کرتا رہا۔ اس نے بنارس کے ریشمی پارچات کی ایک دکان کو فرضی چک جاری کر کے دھوکہ دیا۔

ہندو لیڈی ڈاکٹر کا قبول اسلام

ڈاکٹر گوڑ (جنہوں نے ہندو انٹر میرج بل یعنی مخلوط شادیوں کا بل پیش کیا تھا) کی بھتیجی ڈاکٹر جے رام سنگھ کی بیٹی جانکی بائی نے جس نے ڈاکٹری امتحان پاس کیا تھا۔ اور کینیل ہسپتال میں ہوس سرجن تھی۔ مذہب اسلام قبول کر کے روزانہ اخبار الحکیم کے ایڈیٹر ڈاکٹر ایس جمن فرزند مسیح الرحمٰن کے ساتھ شادی کر لی ہے۔

حسن ابدال میں گاڑی کے اکالیوں کا مجروح ہونا

حسن ابدال۔ ۳۰ ر اکتوبر۔ یہ اطلاع موصول ہونے پر کہ اکالی قیدیوں کی سپیشل ٹرین ۹ بجے یہاں سے گذرے گی۔ سینکڑوں لوگ سٹیشن پر پہنچ گئے۔ چونکہ ٹرین کھڑی نہیں کی گئی تھی۔ اس لئے سب لوگ کانٹے میں جھنڈے لیکر کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے ٹرین کھڑی کرنے کے لئے نعرے لگائے۔ لیکن ڈرائیور نے ٹرین کھڑی نہ کی۔ گیارہ اشخاص سخت مجروح ہوئے۔ جن میں سے دو مر چکے ہیں۔

دربار صاحب میں ہندو عورتوں کی توہین

امرتسر۔ ۳۱ ر اکتوبر۔ کل چند ہندو عورتیں اکالی تخت کے سامنے بھجن گا رہی تھیں۔ چند اکالیوں نے ان کی توہین کی اور ان پر پانی ڈال دیا۔ کیونکہ وہ ہندو دیوتاؤں کے لئے ہندی بھجن گا رہی تھیں۔ ادامی مہاسبھا ہندو دہلی اس معاملہ کو اپنے ہاتھوں میں لے رہا ہے۔

تبت کے فوجی افسران ہندوستان آرہے ہیں

کالمپانگ۔ ۳۰ ر اکتوبر۔ افسران تبت کی جماعت جو ہندوستان میں توپ چلانے کا فن سیکھنے آرہی ہے۔ ہندوستان جانے کے لئے یہاں سے گذر گئی ہے۔

حیدرآباد میں ایک نئی دھات

حیدرآباد میں ایک نئی قسم کی سفید دھات دریافت ہوئی ہے جسکا نام گولکنڈہ کی دھات رکھا گیا ہے یہ دھات ایک خاص وصف کی وجہ سے سونے کا نعم البدل قرار دی جا سکتی ہے۔ یہ اس قدر ارزاں اور مفید ثابت ہوگی۔ کہ تانبے اور پیتل کے جس قدر برتن آجکل بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں۔ ان کا رواج بند ہو جائیگا۔ اس دھات کے بنانے کا کارخانہ جاری کیا جائیگا۔ کیونکہ جن چیزوں سے یہ دھات مرکب ہے۔ وہ یہاں باسانی میسر ہو جاتی ہیں۔

ملتان کی کوچہ بندی کے خلاف فیصلہ

ملتان۔ ۳۱ ر اکتوبر۔ ہندوؤں کی مخالفت کے باوجود کوچہ بندی کے سوال کا میونسپل کمیٹی میں مسلمان ممبران کی طرف سے فیصلہ کر دیا گیا۔ مسلمان

غیر ممالک کی خبریں

"خلیفۃ المسلمین" اپنے اختیارات چھن جانے پر معترض نہ ہونگے

لندن۔ ۳۰ ر اکتوبر۔ رفعت پاشا گورنر تھریس کی سلطان المعظم کے ساتھ چار گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ جس کو اہمیت دی جا رہی ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ سلطان کو ان کی ذاتی حفاظت کے متعلق اب دوبارہ اور بھی یقین دلایا گیا ہے کہ وہ (سلطان المعظم) اپنے دنیوی اختیارات کے چھین لئے جانے پر چنداں اعتراض نہ کریں گے۔

"خلیفۃ المسلمین" انگورہ حکومت کو تسلیم کرتے ہیں

پیرس۔ ۳۰ ر اکتوبر۔ قسطنطنیہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ معلوم ہوتا ہے۔ حکومت کی دو عملی فی الفور دور ہونے والی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ سلطان المعظم انگورہ کی قومی مجلس کو تسلیم کرنے والے ہیں۔ ٹرکی میں قانون سازی کا اختیار صرف مجلس مذکورہ ہی کو حاصل رہیگا۔

"خلیفۃ المسلمین" کے دنیوی اختیارات مسلوب

قسطنطنیہ۔ ۳۱ ر اکتوبر۔ خلیفۃ المسلمین کے ساتھ دوران مکالمہ میں جس کا وزیر اعظم نے انتظام کیا۔ رفعت پاشا نے مطلع کیا کہ قومی مجلس آئین حکومت "خلیفہ" کے دنیوی اختیارات اور بطور خلیفہ ان کے روحانی اقتدار میں غالباً چند ترمیمات کریگی۔

"خلیفۃ المسلمین" کی معزولی کا فیصلہ

اکسفورڈ۔ ۳ ر نومبر۔ اخبارات میں تار چھپ رہے ہیں کہ مجلس انگورہ نے سلطان ٹرکی کی معزولی کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔

سلطنت کا نام بدل دیا جائیگا

یہ بھی خبر ہے کہ تجویز کیا گیا ہے۔ کہ سلطنت "عثمانیہ" کا نام بدل کر "ترکی حکومت" رکھا جائے۔ اخبارات میں اسے جمہوریہ کے اعلان کے مترادف خیال کیا جاتا ہے۔

نئے سلطان تقرر حق قوم کو دیا گیا

نے کسی کو سلطان اعظم کا جانشین مقرر نہیں کیا۔ بلکہ یہ حق قوم کے لئے محفوظ رکھا ہے۔ کہ روایتی اور خاندانی دعاوی کا لحاظ کئے بغیر جسے چاہے اپنا حکمران منتخب کرے۔

قسطنطنیہ کی عرضداشت حکومت انگورہ کو

قسطنطنیہ۔ یکم نومبر۔ وزراء کی ایک خاص کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حکومت قسطنطنیہ کی حالت وحیثیت پر غور کیا گیا۔ کیونکہ حکومت انگورہ کے رویہ سے اس کی حالت نازک ہو رہی ہے۔ فیصلہ کیا گیا کہ حکومت انگورہ کے پاس ایک عرضداشت بھیجی جائے جس میں مصالحانہ پیرایہ سے بتایا جائے کہ دونوں حکومتیں ایک ہی مقصد کے حصول کی پیروی کر رہی تھیں۔ وزراء نے یہ بھی کہدیا ہے کہ انگورہ سے موصول شدہ ہدایات معروضات اور مشورات کی تعمیل قسطنطنیہ وفاداری کے ساتھ کریگا۔ حکومت انگورہ کا رویہ بہت سخت دانہ ہے۔ جو بالعالی کی ہستی کو بالکل فراموش کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اس لئے مجلس ملیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وزیر اعظم کے برقی پیغام کا کوئی جواب نہ دیا جائے۔ [illegible] قسطنطنیہ کی [illegible] جماعت قابل قدر ہے۔ جو اس ولایت کی مجلس انتظامی ہے۔

سمرنا میں غیر ملکیوں کے خاص حقوق سے انکار

لندن۔ ۲۷ر اکتوبر۔ سمرنا سے غیر تسلی بخش خبریں موصول ہو رہی ہیں ترکان احرار نے ان مراعات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے جو اجنبیوں کو ان کے ملک میں پہلے حاصل تھیں۔ اور وہ ارمنوں اور یونانیوں کو بھی جو وہاں رہ گئے ہیں نکالنے کی فکر میں ہیں۔ یونانی یا ارمنی سوداگروں کے نام جو مال درآمد ہو کر جاتا ہے۔ ترکان احرار اس پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ اور اجنبیوں پر بھاری ٹیکس لگنے کا خطرہ ہے۔

برطانی ہائی کمشنر کا احتجاج

اتحادی ہائی کمشنران نے مراعات کی تنسیخ اور نیز اس فیصلہ کے خلاف کہ ترکان احرار قسطنطنیہ کی حکومت کی مالی پابندیوں کو تسلیم نہیں کرینگے۔ بہت سخت الفاظ میں صدائے احتجاج بلند کی ہے

بلا اجازت کوئی ترکی سے باہر جا

حکومت انگورہ نے حکم جاری کیا ہے۔ کہ مرکزی حکام کی اجازت کے بغیر کوئی بھی اجنبی شخص ترکی سے نہ جائے۔ اس حکم سے یہ معنے لئے جاتے ہیں۔ کہ ترکان احرار کی خواہش ہے کہ جنگ کے شروع ہو جانے کی صورت میں ان اجنبیوں کو غنائم کے طور پر رکھا جائے۔ یا اجنبیوں کو بھاری ٹیکس ادا کرنے پر مجبور کیا جائے۔ جو بین الاقوامی معاہدات کے ہوتے ہوئے بھی خودسرانہ طور پر لگائے جاتے ہیں۔

حکومت انگورہ کی یادداشت

قسطنطنیہ۔ ۳۱ر اکتوبر۔ نمایندہ انگورہ نے اتحادی ہائی کمشنروں کو دو یادداشتیں دی ہیں۔ جن میں سے ایک میں لاسین کو مجلس مصالحت کے لئے موزوں بتایا ہے۔ بشرطیکہ لاسینے اور انگورہ میں سلسلہ رسل و رسائل قائم ہو جائے۔ دوسری یادداشت میں حکومت [illegible] کو دعوت شرکت دینے کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ یہ معاہدہ مدانیہ کی خلاف ورزی ہے اس یادداشت میں بتایا گیا ہے کہ اگر ایسا ہوا تو نمایندگان انگورہ مجلس میں شریک نہ ہوں گے۔

حکومت انگورہ شرکت آستانہ کو پسند نہیں کرتی

آستانہ۔ ۲۹ر اکتوبر سمجھا جاتا ہے۔ کہ کابینہ وزارت نے لاسین کانفرنس کی شرکت منظور کر لی ہے۔ مگر حکومت انگورہ اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ حکومت آستانہ کو بھی نمایندہ روانہ کرنے کی دعوت دیجائے۔ اور غالباً اس امر کی کوشش عمل میں لائے گی کہ حکومت بالعالی کی طرف سے جداگانہ نیابت نہ کیجائے۔

قسطنطنیہ اور انگورہ میں اتحادی دخل نہ دینگے

پیرس۔ یکم نومبر۔ فرانسیسی حلقوں میں اس خیال کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت انگورہ مجلس مصالحت میں حکومت قسطنطنیہ کی شمولیت پر معترض ہے۔ لیکن اس بات سے اتحادیوں کو کوئی واسطہ نہیں وہ خود نمائندگان مجلس کے متعلق آپس میں نپٹ لیں گے۔

[illegible] فاروس ایڈ[illegible] بر آوردہ مصری قوم پرست نے جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے سند یافتہ ہیں ایوننگ نیوز کو اطلاع دی کہ مصری عیسائی بھی اپنے ہموطنوں کی طرح ترک احرار کی فتوحات پر مسرور ہیں۔ من حیث القوم مسئلہ ترکیہ کے متعلق اپنے خیالات سنانے کا حق رکھتے ہیں۔ کیونکہ برطانیہ نے ترکوں پر جو فتح حاصل کی تھی اسمیں مصر نے بھی حصہ لیا تھا۔

ترک احرار کے مزید اہم مطالبات

لندن۔ ۳۰ر اکتوبر۔ کی کانفرنس کے بارہ میں اپنے مقالہ افتتاحیہ میں اخبار ٹائمز رقمطراز ہے کہ ترک قرہ آغاچ۔ دیدی آغاچ اور موصل پر قبضہ کرنے پر زور دیں گے اور یہ کہ فلسطین اور عراق عرب میں حق رائے دہندگی دیا جائے۔ برطانیہ کے مشرق قریب میں مفاد کی صحیح تشریح [illegible]

اٹلی کے انقلاب پسند لیڈر نے وزارت قائم کر لی

روما۔ ۳۰ر اکتوبر۔ سائنر مسولینی میلان سے روما آئے۔ عوام نے نہایت گرمجوشی سے خیر مقدم کیا۔ ایک عظیم الشان مجمع کے کہنے پر سائنر مسولینی محل شاہی سے برآمد ہوئے۔ اور کہا۔ معزز شہریو۔ چند گھنٹوں میں تم وزارت کی بجائے اپنی حکومت قائم کر لوگے۔ موسیو مسولینی نے وزارت قائم کر لی ہے اور خود وزیر خارجہ بنے ہیں۔ ایک ملاقات کے دوران میں انہوں نے بیان کیا کہ حکومت کی خارجہ حکمت عملی سنسنی خیز ہونے کے بجائے مستحکم ہوگی۔ اس کا سنگ بنیاد اٹلی کے حلیفوں کے ساتھ وفاداری اور دوستی ہوگا۔

لارڈ ہارڈنگ عہدہ سفارت سے علیحدہ

آکسفورڈ۔ یکم نومبر۔ لارڈ ہارڈنگ سابق وائسرائے ہند حال سفیر انگلستان متعینہ پیرس سال رواں کے خاتمہ پر خدمت سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں۔ یہ فیصلہ بعض ذاتی وجوہات پر مبنی ہے۔ اور ملک معظم نے اسے نہایت افسوس سے منظور کیا ہے۔

(باہتمام [illegible] صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)